۱۷۹

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو
کہ فطرت خود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف (انڈیا)

اور

پاکستان

بحوالہ

دینی علمی فیضان

بفیضانِ نظر
پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ
قاضی محمد فضلِ رسول حیدر رضوی صاحب
دامت برکاتہم
سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدثِ اعظم پاکستان

از خامہ
بندۂ غوث الوریٰ محمد عبد القوی نشاطی الویسی ایم اے گولڈ میڈلسٹ

شعبۂ نشر و اشاعت
جامعہ شیخ الحدیث منظرِ اسلام گلشن کالونی فیصل آباد فون ۶۲۸۳۱۹

آپ

جامعہ شیخ الحدیث (رحمۃ اللہ) منظر اسلام

کی

کس کس طرح مدد کر سکتے ہیں

- جامعہ کی زیرِ تکمیل عمارت کا کوئی کمرہ یا طلبہ کے لئے دار الاقامہ بنوا دیں۔
- صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کرنے کیلئے اپنی جائیداد کا کچھ حصہ اس دینی درس گاہ پر وقف کر دیں۔
- اپنی آمدنی سے کچھ ماہوار یا سالانہ ادارہ ہذا کے لئے مقرر فرما دیں۔
- اپنے حلقۂ اثر میں جامعہ کا تعارف کرائیں اور امداد و اعانت کی ترغیب دلائیں۔
- جامعہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں کوئی کتاب چھپوا کر اپنے بزرگوں کو ایصالِ ثواب کریں۔
- جامعہ کے جریدہ "منظرِ اسلام" کے خریدار بنیں اور دوستوں کو خریدار بنائیں۔

فون: ۱-۶۲۸۳۱۹

مہتمم جامعہ شیخ الحدیث منظرِ اسلام گلشن کالونی نزد والا روڈ بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد

باسمہ تعالیٰ

حرفِ آغاز

ہندوستان میں انگریز اپنا پنجہ تسلط جما چکا تھا اور مسلمان قوم کے دلوں میں فروزاں عشق مصطفوی کی شمع کو گل کرنے کے لیے وہ علماءِ سوء کو اپنا آلہ، کار بنا چکا تھا۔ ان علماءِ سوء نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان پر بے باکانہ حملے کیے۔ ان زبان درازوں نے بتوں کے خلاف نازل شدہ آیات قرآنیہ کو اولیاء اللہ پر چسپاں کر دیا۔ بات ایں جا رسید کہ خاصان خدا کو معاذ اللہ جاہل، مجبور، محض بے بس، بے علم اور عموی انسان گردانا جانے لگا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضہ اطہر کو صنم اکبر، گنبد خضریٰ کی زیارت کو حرام کہا گیا اور آپ کی ولادت طیبہ کی مشابہت کھیا کے جنم کے دن کے ساتھ قائم کی گئی۔

یہ سب کچھ انگریز کی ایماء پر ہوا تھی کہ انگریز کافر جو امت مسلمہ اور تعلیمات نبویہ کو مٹانے پر تلا ہوا تھا۔ اس نے علماء سوء کو کتب مفت تقسیم کیں۔ آخر کیوں؟ ایک طرف تو وہ مدارس کی اراضی پر غاصبانہ قبضے کر کے انہیں ختم کرنے کے درپے ہوا اور دوسری طرف وہ کتابیں مفت تقسیم کرے۔ درحقیقت اس نے اپنے آلہ کار علماء سوء سے ایسی کتابیں لکھوائیں۔ جن کو پڑھ کر امت محمدیہ کے در نبوی سے فاصلے بڑھتے تھے۔ جن کے مطالعہ سے امت مسلمہ کے دلوں میں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات بابرکات کے بارے میں ایک عموی انسان جیسا تصور جاگزیں ہوتا تھا۔ جن کتب کے ہر لفظ و حرف سے حضور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائل و شمائل کے ذکر سے روگردانی کی بو آتی تھی اور انہی سیاہ اوراق سے قارئین کے اذہان میں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں انتہائی نرم و لچکدار گوشہ ترتیب دینے کی مذموم کوشش کی گئی تھی تاکہ یہی لچکدار رویہ بعد میں نبوت کے مدعی کی بیساکھی بن سکے۔ ۲

ایک سادہ لوح مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر یہ سب کچھ ایسا کیوں ہوا؟ دراصل انگریز مسلم قوم کی غیرت و حمیت سے واقف تھا۔ وہ معرکہ بدر و حنین اور اُحد سے باخبر تھا۔ وہ اس فاقہ کش مسلمان سے خائف تھا جس کے بارے میں علامہ اقبال رقمطراز ہیں۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

انگریز حیران و ہراساں تھا کہ کہیں نام احمد ﷺ پر مر مٹنے والا، کف دست پر جان کا نذرانہ لئے پھرنے والا، ایک دن پھر طوفان نہ بن جائے اور یہ ٹوٹا ہوا ستارہ کہیں پھر مہ کامل نہ بن جائے۔ اُسے اپنے اس

مگر وہ حرم میں بازیابی کا واحد حل علماء سوء کے انتخاب میں نظر آیا۔ اس انتخاب میں نجد و دیوبند کا کامل اشتراک تھا۔ پھر مزید یہ کہ دار العلوم دیوبند بھی انگریز کی تحریک کا شاخسانہ تھا۔ اسے انگریز کی مدد حاصل رہی اور اس کے مدرسین وکارکنان کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل تھی جو انگریز کے قدیم ملازم اور پنشن لینے والے تھے۔ ان حالات میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ گنبد خضریٰ کے مکیں کی پشت پناہی میں عشق مصطفوی کا علم تھامے للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور رجز پڑھتے ہوئے گرجے۔

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آپ مذاہب باطلہ پر برق بن کر گرے صاعقہ بن کر ٹوٹ پڑے آپ کے قلم کے نشتر نے باطل کے سینہ پر کینہ کو چاک کر دیا۔ آپ کے لسان وقلم ان دونوں ہمہ وقت مصروف جہاد تھے لیکن ابھی تک ایک ایسے معہد علمی کی احتیاج باقی تھی جہاں مستقبل کے لیے مستقل بنیادوں پر علماء فضلاء کی ایسی کھیپ تیار کی جائے جو مذہب و ملت کی آزادی، عظمت مصطفوی کی سربلندی اور عشق نبوی کی دلنشینی کے لیے ہمہ وقت سرگرم عمل رہے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے خلف رشید تلمیذ مجید علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ نے اپنے ہم مشرب مولانا حسن رضا خاں اور مولانا حامد رضا خاں علیہما الرحمۃ سے اس بابت بات کی تو ان تینوں نے اپنی باہمی مشاورت سے مولانا حکیم سید محمد امیر اللہ شاہ بریلوی علیہ الرحمۃ کو ان کی سیادت کے پیش نظر منتخب کیا کہ اگر خانوادہ سادات کا یہ چشم و چراغ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے مدرسہ کے قائم کرنے کا سفارش نامہ اپنی زبانی سناوے تو اعلیٰحضرت ان کے سیدزادہ ہونے کے ناتے ہماری تجویز ضرور تسلیم کرلیں گے۔

یاد رہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اعلیٰحضرت کو اس وقت مدرسہ کی کمی کا احساس نہیں تھا بلکہ آپ کی بصیرت وتدبر کی آپ سے مدرسہ کی بنیاد رکھنے کے سلسلہ میں مصر تھی لیکن تاخیر والتواء کا سبب تصنیف وتالیف میں غایت درجہ مصروفیت تھی اور اس کا اظہار آپ نے حکیم سید محمد امیر اللہ شاہ صاحب سے کیا تب حکیم صاحب لجاجت بھرے انداز میں گویا ہوئے۔

حضور سیدی! اگر بروز محشر مجھ سے بریلی میں دیوبندیت کے فروغ کا سبب پوچھا گیا تو میں آپ کے نام کی مالا جپ دوں گا۔

اعلیٰحضرت نے دریافت فرمایا: یہ کس بنا پر؟

سید صاحب نے عرض کیا: آپ مدرسہ جو قائم نہیں فرما رہے۔

اعلحضرت نے پھر فرمایا : چندہ کی فراہمی اور انتظامی امور کی نگہداشت کی بناء پر میرا تصنیفی سلسلہ متاثر ہوگا۔
سید صاحب پھر امید کی لے میں نغمہ سرا ہوئے : تائید آپ کے سخن کی، خشت تاسیس آپ کے دست کی اور کام میرے ہم دست اور آپ کے اس سرمست کا

اس پر اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے مجسمانہ انداز میں مدرسہ کے قیام کی اجازت مرحمت فرمادی۔ جس کا تاریخی نام آپ کے برادر خورد امام حسن رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے "منظر اسلام" تجویز فرمایا۔ اوائل میں تو ہندوستان کے شہر رحیم یار خاں میں اعلحضرت نے اپنے درس بخاری سے اس کا افتتاح فرمایا۔ بعد ازاں شہر بریلی میں اس کو سنگ وخشت کے مستقل پیرہن سے زینت بخشی گئی۔ بس پھر کیا تھا۔ اہل نجد و دیوبند تو پہلے ہی آپ کی تصانیف کے پیدا کردہ انقلاب میں ڈوبے ہوئے ڈبکیاں لے رہے تھے۔ منظر اسلام کا قیام تو ان کے سروں پر لٹکی ہوئی ذوالفقار حیدری ثابت ہوا علماء سوء نے رعونی کی خاطر رہبری کا جو لبادہ اوڑھ رکھا تھا اعلحضرت نے اسے اپنے خنجر برق بار سے تار تار کر دیا۔ نتیجۃً لوگوں کے سامنے یا اپنے اصلی رعونی روپ میں برہنہ ہوگئے اور اپنی برہنگی پر اتنے ذلیل وخوار اور شرمسار ہوئے کہ انہیں کہیں بھی منہ چھپانے اور اپنی کرتوتوں کے ستر ڈھاپنے کے لیے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ بالآخر طعن وتشنیع اور کذب وتحریف کے عریاں لباس سے ہی اپنے ننگے پن کو چھپانے لگے۔

عجب رنگ پہ ہے بہار دیکھ دامان کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ادھڑا تو یہ ٹانکا

اعلی حضرت فاضل بریلوی کے تبلیغی، تدریسی، تعلیمی اور تصنیفی سلسلہ کے امین دار العلوم "منظر اسلام" کی تاسیس کو آج ایک صدی بیت چکی دعا ہے اللہ عزوجل اس ادارہ کو زینہ صعود پر سلامت تا قیامت رکھے اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ : اللہ کے نبی کی تحریک چالیس سال کے بعد بار آور ہوتی ہے اور ولی کی تحریک ایک سو سال کے بعد کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے اس قول کی تائید میں منظر اسلام ایام ماضیہ میں جن کامرانیوں سے ہمکنار ہوا ان سے کہیں فزوں تر سربلندیاں اس کا مقدر بنیں گی ان شاء اللہ عزوجل۔

منزلیں آ کے پکاریں گی سفر سے پہلے
جھک پڑے گا ور زنداں میرے سر سے پہلے

محمد عبد التقوی نوشاہی اویسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے اسماعیل کو کس نے آداب فرزندی

علم سے مرقع و مرصع، منعم و منظم عالم کی مثال کسی بھی حسین و جمیل ثمر آور شجر سایہ دار کی جڑ کی مانند ہوتی ہے جو کثیر التعداد شاخوں کے حامل منضبط و مضبوط تنے کے جنم کا سبب بنتی ہے بالفاظ دیگر کہا جاسکتا ہے کہ جڑ سے پھوٹنے والے تنے سے کئی ایک بڑی چھوٹی شاخیں عمل تولد کے مراحل طے کر کے مزید کثیر التعداد شاخوں میں تقسیم ہو کر پروان چڑھتی ہیں اور پھر ہر شاخ، اس کے گل و ثمر اور برگ و نور بھی اپنی لطافت حلاوت میں افادیت کلی رکھتے ہیں جن سے بنی نوع انسان، چرند پرند، جمیع مخلوق اپنے حسب دل خواہ استفادہ کرتی ہے بعینہ بات کسی بھی مادر علمی کی ہو اس کے بانی کی مثال تو جڑ ہے اور وہ مادر علمی تنے کی مثل ہے اور پھر اس مادر علمی کی مختلف مواضع و اماکن میں مزید شاخ در شاخ کی تقسیم کی مثال پھولوں اور پھلوں سے جھکی لدی شاخیں ہیں جو عمل افادیت کا موثر سبب و ذریعہ بنتی ہیں اسی طرح کسی بھی مادر علمی کی ذیلی درسگاہوں میں تقسیم اس کے علمی، تعلیمی، دوری اور تدریسی ثمرات کی ترویج اور تعمیر و تشہیر کی ضامن ہوتی ہے۔ جس سے خواص عوام کا جم غفیر اپنی علمی ادبی اشتہا کی تکمیل کرتا ہے تو اس شجر سایہ دار کی جڑ کی مثال السید الامام البحر الهمام بقیة السلف الکرام احد الائمة الزهاد و الکاملین العباد الشاہ احمد رضا خان قدس سرہ العزیز ہیں جن سے دار العلوم منظر اسلام کا قد آور و شناور تناور وجود باکمال پاکر عالم شباب کو پہنچا جس کی ثمر آور شاخوں سے کل عالم کو دینی اعتقادی حلاوتوں بھرے ثمرات میسر ہیں۔

1322/1904ھ م میں دار العلوم کے عمل سے قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا مطمع نظر ارض بریلی پر صرف سنگ و خشت کی چار دیواری ہی نہ تھا بلکہ درس اصحاب صفہ کی اشاعت و ترویج کی روایت حسنہ کو عملی جامہ کی صورت میں تا قیام قیامت سلک تسلسل و استمرار میں پرو دینا مقصود تھا کہ جس کی ضیاء پاشیوں اور ضو فشانیوں سے جمیع مخلوق دین حنیف پر عملی تمسک اختیار کرلے اور اعتقادیات کے میادین میں بھی مضمحل نہ ہو سکے پس آپ کی شبانہ روز کی ان تھک جہد مسلسل، سعی اخلاص اور جگر کاوی کے سبب ہی منظر اسلام علم و فن کی درس و تدریس، کتب کی تالیف و تصنیف، عقائد کی تنقیح و تصریح، عشق مصطفوی کی تبلیغ و ترویج میں برصغیر پاک و ہند تو کیا بلکہ دنیائے اسلام کے افق پر آفتاب نصف النہار کی طرح منور ہوا اور ہے اور رہے گا بفضل خدا عز و جل و رسولہ

اس معہد علمی نے بہتر وابتر حالات میں بھی اپنے دینی اور مسلکی تصلب جیسے مقصد اہم اور عزم اعظم پر گرفت کی دسترس کی گرہ ڈھیلی نہ ہونے دی گردش زمانہ کی پیہم تند و تیز عاصف و قاصف اور صرصر و عقیم ہواؤں میں بھی اپنے پائے ثبات کو متزلزل نہ ہونے دیا بلکہ اپنے صد سالہ عظیم دور حیات میں اساتذہ، طلباء اور عامۃ الناس کو عقائد مسلک اہل السنۃ کی سلک نظم میں پرو دیا۔

بے سروسامانی اور تنہائی کے عالم میں منظر اسلام نے عرصہ قلیل میں نقش دوام کی صورت میں تاریخ کے اوراق پر مدارس کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھنے والے انمٹ نقوش منقش کیے اور دست ہائے اغیار کو در خور اعتناء نہ لانے کا عملی ثبوت یوں ثبت کر دکھایا کہ جب نظام حیدر آباد دکن نے اس درسگاہ کے لیے بطور عطیہ دو صد روپیہ ماہانہ کا اعلان کیا تو نبی مکرم کے دست کرم کی گدائی پر گزر اوقات کرنے والے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ان سکوں کو تا حیات وصول نہ کیا کیونکہ!

اس گلی کا گدا ہوں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

اسی طرح موجودہ مہتمم و سجادہ نشین حضرت علامہ سبحان رضا خاں رضوی صاحب زید مجدہ نے بھی وزیر اعظم ہند کی دو کروڑ روپیہ کی پیشکش کو اتباع نقش قدم اعلیٰ حضرت کی ٹھوکر سے ٹھکرا کر یاد اسلاف تازہ فرما دی۔

ارتشاح کلمات مذکورہ سے راقم کا مقصود دار العلوم منظر اسلام کے تعارفی عقیدت نامہ کی گرہ کشائی تھا۔ ہمارا موضوع سخن منتشر قلم کو حدود و قیود میں مسدود کر کے پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کی طرف کشاں کشاں سرکانے کی سعی حاصل میں بازیاب ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اس امر و عنوان کے تحت بے بضاعتی کے عالم میں کچھ نقوش مخفی ذیلی سطور میں ملحوظ ہیں۔

ملک عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کو محبت و عقیدت کے الفاظ و کلمات کے موازین میں ناپنے یا تولنے کے عمل کو کم علمی و کج فہمی سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا لیکن پھر بھی اپنے جذبات و احساسات عقیدت کو لسان قلم پر لا کر جواہر محبت کی مالا بنا کر محبوبین کی سینے پر آویزاں کرنے کی سعادت سے مسعد ہو رہا ہوں۔

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو
کہ فطرت خود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

یاد رہے، بات حسن تعمیر کی ہو تعریف کا مرجع معمار ہی ہو گا تعریف تصویر کی ہو توصیف حقیقتاً مصور کی ہی منصور ہو گی بات کلام کے حسن کی ہو مدح متکلم کی ہی کہلائے گی انداز تحریر میں رنگ حسن بھر دیا جائے تو داد وتحسین کا استحقاق محرر کو حاصل ہو گا قابلیت و اہلیت اگر تلمیذ کی بیان کی جائے تو حقیقت میں تعریف وتوصیف اس کے معلم اور مادر علمی کی ہی ہو گی جو مادر علمی کو پہلے ترتیب وتدریب کا سانچہ بناتا ہے پھر اپنے تلمیذ کو علم کی آنچ دیکر تیشۂ عمل سے تراش تراش کر اس سانچے کے مطابق ڈھال دیتا ہے۔ اس لئے کہ

میں سمجھتا ہوں تیری عشق گری کو ساقی
کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

اس سلسلہ میں منظر اسلام بریلی شریف سے اکتساب فیض کرنے والی ان نادر الوجود شخصیات کے تذکرہ خیر کے جرعۂ کفایت سے ہم مکتفی ہوں گے کہ جو دین مصطفوی اور عشق مرتضوی کی امین ہو کر ارض پاکستان میں محو تبلیغ ہوئیں جنہوں نے لوگوں کی گمنام زندگیوں کی تاریک راتوں میں سدا بہار روشنی کے چراغ جلا کر رکھ دیئے۔

چمن کی بات ہو یا بزم ے کا نام آئے
لبوں پہ تذکرہ یار آہی جاتا ہے

ویسے بھی اگر ہم پاکستان کے دینی افق کا منظر طائرانہ مشاہدہ کریں تو اس حقیقت کی تعیین ہوتی ہے کہ لفظ "رضا" کا اسم نسبت تذکیر یا تانیث (رضوی / رضویہ) کی صورت میں اکثر مدارس وجامعات کے اسماء میں اکلیل عروس کا سماں باندھتا ہے یہ فیضان رضا اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی علمی یادگار کا مبین بھر اتین ثبوت ہے۔

چونکہ بانی جامعہ رضویہ منظر اسلام قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو سادات کرام سے عنایت درجہ انس و پیار تھا ان کے اس گوشۂ محبت کو معمول میں لاتے ہوئے ہم **سید السادات امام المحدثین علامہ مولانا سید محمد دیدار علی شاہ قدس سرہ** العزیز کی خدمات جلیلہ کو مبدا عنوان بناتے ہیں اگرچہ آپ نے دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے مراحل علم کی تکمیل جلیل کی مگر اعلیٰ حضرت کی نظر کیمیا و سیمیا گر نے سونے پر سہاگے کا کام کیا آپ کو امانت خلافت کی عطا سے سلسلہ قادریہ رضویہ کا امین بھی بنا دیا اور فقہ حنفیہ کی تمام کتب کی اجازت روایت بھی مرحمت فرمائی اعلیٰ حضرت کی صحبت کے شب و روز میں منظر اسلام کی علمی اور فنی خدمات وتعلیمات کے عمیق مشاہدہ نے آپ کی دل میں منظر اسلام کی نہج پر دینی ادارہ کی تاسیس وتعمیر کی قلعی کھول دی۔ ۱۹۲۵ء میں شہر لاہور میں آپ نے "حزب الاحناف" کے نام پر دار العلوم کی خشت تاسیس اپنے

دست کرامت سے رکھی۔

مزید تقدیر کی اتم درجہ موافقت کا اظہار یوں ہوا کہ آپ کے جگر گوشہ **علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ** آپ کے خلف ارشد ثابت ہوئے آپ اپنے والد گرامی محدث الوری اور حضرت صدر الافاضل کی سنگت ومعیت میں بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے فقہ کی جزئیات، تقابل ادیان اور دیگر علوم پر مہارت تامہ حاصل کی دوسرے علماء کے ساتھ خدمت افتاء نویسی بھی انجام دی جس کی نگرانی خود قبلہ اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے جس کا اثر بایں طریق ظاہر ہوا کہ پاکستان میں ہزاروں فتاویٰ آپ کی نوک قلم سے مترشح ہوئے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول اور بہار شریعت کے ابتدائی حصص آپ کے زیر نظر مرحلہ طباعت واشاعت سے گذرے اور حزب الاحناف میں سلسلہ درس وتدریس کی صورت میں روایت اسلاف کو بھی جاری رکھا الحاصل یہ پدر وولد دونوں کی کاوشوں نے "حزب الاحناف" کی خیمہ زنی کر کے تاریخ سنیت میں فیضان رضا کے مثالی نقوش منقش کروا دیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو تختہ وصال پر غسل دینے کی سعادت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت نے علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمۃ کو بھی تمام علوم اسلامیہ قرآن وحدیث، فقہ اور سلاسل طریقت کی خصوصی سند اپنے دست مبارک سے لکھ کر عطا فرمائی۔

علامہ محدث الوری قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے اور علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمۃ کے برادر اصغر **علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ** نے اپنے والد گرامی اور دیگر اساتذہ سے کتب پڑھیں۔ قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور صدر الافاضل علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی سے بھی مستفیض ومستفید ہوئے مسجد وزیر خاں لاہور میں منصب امامت سنبھالا پاک وہند کی تحریک میں عدیم المثال فعال کردار ادا کیا متعدد بار جیل کی سلاخوں کے پیچھے آپ کو محصور کیا گیا مگر آپ کے پائے ثبات کو جنبش تک بھی نہ آ سکی۔ جیل ہی میں آپ نے علمی گوہر فشانیوں سے اوراق جڑے تو وہ "[illegible]" کے نام سے موسوم ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کی ساتھ آپ کی قلبی محبت وعقیدت کا صد درجہ احساس آپ کی [illegible] سے ہوتا تھا۔

فقاہت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندہ ترین تصویر مولانا **ابو یوسف محمد شریف قدس سرہ** تھے آپ ملقب بہ فقیہ اعظم اور محدث کوٹلوی ہیں۔ آپ سلسلہ خرقہ خلافت میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے ماذون تھے۔ فقیہ اعظم کا لقب بھی فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا عطا کردہ ہے۔ آپ نے علم کدہ رضویت پہنچ کر اکتساب فیض کیا واپس سیالکوٹ کے قصبہ کوٹلی لوہاراں آ کر فقہ حنفیہ پر مثالی کام کیا سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک فقہ پر حافظ ابن ابی شیبہ کے وہ اعتراضات جن میں امام اعظم علیہ الرحمۃ کے بعض مسائل کو

خلاف حدیث گردانا گیا ہے۔ جب انہی اعتراضات کو آڑ بنا کر غیر مقلدین نے عوام کو بہکانا چاہا تو آپ نے کتاب" **تائید الامام باحادیث خیر الانام** " تصنیف کی اس میں ابن ابی شیبہ کے اعتراضات کا مسکت رد تحریر فرمایا اس کتاب کے مطالعہ پر حضرت صدر الافاضل کے یہ الفاظ تھے " حافظ ابن ابی شیبہ اگر آج ہوتے تو ضرور اس تحریر کی قدر کرتے اور اس کو اپنی مصنف کا جزو بناتے یا کتاب الرد کو مصنف سے خارج کرتے "

حضرت مولانا محمد سردار احمد محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے بریلی شریف سے پاکستان آکر جب جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا سنگ بنیاد رکھا تو شجر رضویہ کی آبیاری کے لیے اولاً مالی معاونت بھی فقیہ اعظم مولانا محمد شریف علیہ الرحمۃ نے ہی فرمائی۔

نائب مجدد اعظم حضرت شیخ الحدیث ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمتہ ملقب بہ محدث اعظم کو سلسلۂ خانوادہ اعلیٰ حضرت میں وہی حیثیت حاصل تھی جو بدن انسانی میں ریڑھ کی ہڈی کو حاصل ہوتی ہے آپ کے عدم ذکر سے فیضان رضا کی تاریخ کا باب ادھورا ہی رہ جائے گا دار العلوم منظر اسلام بریلی ہو یا مظہر اسلام بریلی، آپ کی قلبی احتیاجات کے رہین رہے منظر اسلام کو **من کل الوجوہ** بام تکمیل تک پہنچانے میں آپ کی سہر اللیالی اور عرق ریزی کا خاصہ عمل دخل تھا آپ وسادہ صدر الاساتذہ پر بھی متمکن نشین ہوئے اور تدریس دورہ حدیث شریف کا آغاز بھی بریلی شریف سے فرمایا تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف آوری پر آپ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا سنگ تاسیس رکھا۔ پہلے پہل دار العلوم کی عمارت محض ایک شامیانہ ہی تھا جو بعد میں عالیشان پر شکوہ عمارت پر منتج ہوا۔

آپ کے زیر تلمذ رہنے والے کثیر التعداد تلامذہ پاکستان آئے جنہوں نے مدارس و جامعات قائم کر کے علم رضویت کو اوج ثریا تک پہنچا دیا ہاں، اغیار بھی اس بات کے معترف ہیں کہ پاکستان میں پیغام رضا اور عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شمع کو شعلہ دوام عطا کرنے والے محدث اعظم ہی ہیں تو پھر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے دم قدم سے پاکستان نغمات رضا سے گونج اٹھا۔

سبک اس کے ہاتھوں سے سنگ گراں
پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگ رواں

اس نامور سلسلہ کی اہم کڑی پر **شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمتہ** کا اسم گرامی بھی مرقوم ہے۔ آپ نے منظر اسلام سے تکمیل دورہ حدیث کی سند حاصل کی بریلی شریف، گجرات اور وزیر آباد میں ذوق تدریس کی پیاس بجھائی اکثر ملی و مذہبی تحاریک میں فعال کردار ادا کیا قائد

اعظم آپ کی دعوت پر ہی وزیر آباد تشریف لائے آپ نے سلسلہ قیل وقال کے لیے وزیر آباد میں جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کی مدلل، متصوف، منطقانہ اور فلسفیانہ تقریر و تدریس میں فیضان رضا کی بہار و پھوار سے سامعین کے چہرے غنچوں کی طرح کھلے رہتے توجہ طلب بات ہے کہ پاکستان کے مدارس کے تدریسی ماحول میں سب سے زیادہ شہرت محدث اعظم کے دورہ حدیث شریف کو حاصل تھی جبکہ دورہ قرآن کریم علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ کا مشہور تھا۔

فیضان رضا کی تقدیس و تنویر میں مقدس و منور ہو کر شہر و مضافات کو نور علم میں جو بسا گئے وہ **فقیہ العصر حضرت مولانا تقدس علی خاں قدس سرہ** برصغیر پاک و ہند کے عظیم خانوادہ خانقاہ بریلی شریف کے چشم چراغ تھے۔ آپ کی شخصیت کے تعارف میں یہی امر کفایت کرتا ہے کہ آپ مجدد اعظم کے تلمیذ رشید اور خلیفہ اجل ہونے کے ساتھ ساتھ نسبی لحاظ سے نواسے بھی تھے۔ مفکر اسلام کے مہتمم بھی رہے جامعہ راشدیہ جو گوٹھ سندھ کے شیخ الجامعہ تھے اور حضرت حجۃ اسلام سے شرف دامادی بھی آپ کو حاصل تھا۔ نابغہ روزگار شخصیات آپ کے خرمن تلامذہ کے زمرہ میں شامل ہیں۔ فکر اعلیٰ حضرت کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کی لسان ہو یا قلم ان دونوں ہمہ وقت فکر رضا اور خدمت مسلک اہل سنت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

دین وملت کے وقار **علامہ وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ** مسلک رضا کے زبردست موید و حامل تھے۔ ابتدائی تعلیم مفکر اسلام سے حاصل کی قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت کے دست کرم پر بیعت کی ۱۹۳۸ تا ۱۹۳۶ء مفکر اسلام میں مسند تدریس پر فائز رہے۔ بعد ازاں چٹاگانگ مشرقی پاکستان میں جامعہ احمدیہ سنیہ میں شعبہ تدریس سے منسلک رہے پھر روشنیوں کے شہر کراچی میں مرکزی دارالعلوم امجدیہ کے طلباء آپ کے بحر ذخار علم سے سیراب ہوتے رہے۔ آپ ناظم تعلیمات، شیخ الافتاء، اور شیخ الحدیث کی مسانید پر بھی جلیس نشین رہے۔ آپ درس و تدریس، تحریر و تقریر، گفت و شنید کے خاکوں میں فکر رضا کا رنگ بھرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتے تھے۔

دور افتادہ میں **حافظ العلوم علامہ جلال الدین قدس سرہ** کی خدمات بھی قابل صد تحسین ہیں۔ اگرچہ ظاہری بصارت سے محروم تھے لیکن خدائے لم یزل نے اس کے نعم البدل بصیرت قلبی سے خوب خوب نوازا تھا۔ 1946ء میں بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل فرمائی۔ محدث اعظم پاکستان، مفتی اعظم ہند اور حضرت صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمۃ سے اکتساب علم کیا آپ کو قبلہ مفتی اعظم ہند کی طرف سے اجازت روایت حدیث بھی تھی۔ منقولات و معقولات کتب کی تکمیل کے بعد وطن مالوف واپس آ کر جامعہ

محدثِ نوریہ رضویہ کے نام کو سنگ و خشت کا لبادہ عطا فرمایا۔ 1962ء سے تادمِ وصال دورہ حدیث شریف پڑھاتے رہے۔ مسلک رضا پر نہایت مصلحانہ گرفت رکھتے تھے۔ پیغامات رضا کے ابلاغ میں آپ کے دارالعلوم کی انجام کردہ خدمات کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

شریعت مصطفوی کی اس راہ ارشاد و ابلاغ پر **حضرت علامہ مولانا مفتی غلام جان ہزاروی ثم لاہوری علیہ الرحمۃ** بھی اعلیٰ حضرت سے مستفید ہوئے۔ مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے شہرہ علم کی شنید سے بریلی شریف پہنچے۔ درس نظامی کی کتب اخیرۃ اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی قبلہ اعلیٰ حضرت نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سلاسل طریقت کی اجازت سے بھی ماذون فرمایا دارالعلوم مظہر اسلام میں مدرس اور مسجد بی بی جی میں امام خطیب مقرر ہوئے پاکستان صوبہ پنجاب کے ضلع ہزارہ میں آپ کو عہدہ قضا پر حکومت نے مامور کیا مگر دستبردار ہو گئے اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں صدر مدرس اور شیخ الافتاء کی مسند پر جلوہ گر ہوئے اپنی تصانیف و تالیفات کی صورت میں اعلیٰ حضرت کے فیضان کو خواص و عوام تک پہنچایا۔ **فتاویٰ غلامیہ، نور العینین فی سفر الحرمین، سیف الرحمانی علی راس القادیانی، دیوان غلامیہ، نغمہ شہادت (غیر مطبوعہ)، القول المحتاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط، رسالۃ اذان علی القبر و تعداد الجمعہ فی مساجد المصر** آپ کے گل و قلمی شہ پارے ہیں۔

فرق باطلہ کے خلاف تقریری و تحریری طور پر جہاد کرنے میں خلفائے اعلیٰ حضرت میں سے **مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا امام الدین قادری رضوی سیالکوٹی علیہ الرحمۃ** بھی نمایاں و عیاں ہیں۔ میدان تصنیف و تالیف کے شہ زور تھے صاحب تصانیف عدیدۃ ہیں۔ جن میں سے اکثر زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکیں۔ جن **نصرۃ الحق، احتیاط الظہر، ہدایۃ الشیعۃ، الذکر المحمود فی بیان المولد المسعود** منظر عام پر آگئیں جو کہ آپ کے زور قلم اور وفور علم پر دال ہیں

سیالکوٹ کے خانوادہ سادات کے درویش صفت عالم **مولانا صوفی قلندر علی سہروردی علیہ الرحمۃ** نے بھی منظر اسلام بریلی شریف میں اڑھائی سال کی اقامت کے دوران اعلیٰ حضرت کے علم کے بحر طلاطم سے خواب سیرابی حاصل کی سند خلافت سے بھی سرفراز ہوئے بعد ازاں دیار داتا علی ہجویری علیہ الرحمۃ لاہور میں جامع مسجد حضرت شاہ ابو المعالی قادری علیہ الرحمۃ اور مسجد چوہدریاں قلعہ گوجر سنگھ میں

خطیب رہے۔ آپ قلم کے دھنی تھے۔ **جمال الٰہی، سیاح لامکان، میلاد الرسول، رسالۃ علم غیب، حلیۃ النبی ﷺ و اصحابہ، تذکرہ سہروردی، الفقر فخری، انوار سہروردیہ، پردہ نسواں** آپ کے قلمی شہکار ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا سید فتح علی شاہ قادری قدس سرہ کی عملی شخصیت کی کاوش و کشش کشمیر و جموں میں گہرے دینی اثرات مرتب کرنے میں فعال رہی۔ آپ کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مختلف مدارس میں کتب درس نظامی پڑھنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل پر فراغت حاصل کیا اعلیٰ حضرت کے دست اقدس پر بیعت کی اور خلف رشید بھی بنے سیالکوٹ کے نواحی علاقوں اور جموں و کشمیر میں مسلسل تبلیغی دورے فرماتے رہے۔ عوام و خواص کو مسلک اہل سنت اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ تصانیف میں **معیار صداقت، چہل حدیث، سچا ایمان، مجموعہ وعظ (تین حصے)، اور مجموعہ اشعار** یادگار ہیں۔

جنت نظیر کشمیر کی وادیوں، گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک پیغام رضا کی ترسیل و تبلیغ میں **حافظ علامہ پیر محمد فاضل تاجدار ڈھانگری قدس سرہ العزیز** نے خون و عرق ایک کر دیا۔ درس دورہ حدیث شریف کے دوران قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے اکتساب فیض کیا بعد ازاں ڈھانگری شریف کشمیر میں اپنے تدریسی ذوق کی تکمیل کے لیے مدرسہ کی بنیاد رکھی جو کہ پورے کشمیر کا منفرد و یکتا فکر رضا کا حامل ادارہ ہے آزاد کشمیر میں آپ کے فیض ولایت کی بدولت مسلک اہلسنت کی بہار پروان چڑھی اور اس کی چوٹیاں نغمات رضا کی بازگشت سے گونج اٹھیں۔

منظر اسلام کے دینی تبلیغی فیضان کے سلسلہ میں **علامہ مفتی مختار احمد قدس سرہ العزیز** کا اسم گرامی بھی سرچشمہ و منشاء ہے۔ بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف قبلہ سیدی محدث اعظم سے کیا آپ بہت شریف الطبع، نہایت کم گو باعمل عالم دین تھے۔ آپ کو علم الفقہ اور علم المیراث میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ جامعہ قادریہ رضویہ میں تدریس فرماتے رہے فتاویٰ نویسی میں کمال درک حاصل تھا۔

حضرت قبلہ سیدی محدث اعظم کے دست راست **علامہ ابوالشاہ عبدالقادر قادری رضوی قدس سرہ العزیز** احمد آباد کے علمی خاندان کے سپوت تھے۔ پہلے جدت طبع کی طرف میلان تھا۔ محدث اعظم کی نظر آپ کو منظر اسلام کھینچ لائی پاکستان آ کر ایک بہت بڑے دارالعلوم جامعہ قادریہ رضویہ

کی تاسیس کے عمل سے بہرہ ور ہوئے۔ محدث اعظم کی نماز جنازہ کی امامت کا سہرا بھی آپ کی ہی جبین سعادت پر تابندہ ہوا۔

فخر المحد ثین پروردہ فیضان رضا **بحر العلوم علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ** کی خدمات جلیلہ بھی قابل کتابت زریں ہیں آپ نے اجمیر مقدس اور بریلی شریف میں قبلہ محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا اپنے والد گرامی صدر الشریعۃ علامہ امجد علی صاحب قدس سرہ سے بھی درسی کتابوں کے سلسلہ میں استفادہ کیا آپ کا ذوق علمی آپ کو جامعہ ازہر مصر اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ لے گیا انڈیا میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف اور پاکستان میں جامعہ محمدی شریف جھنگ، جامعہ رضویہ منظر اسلام ہارون آباد اور دار العلوم امجدیہ کراچی میں تدریسی مناصب پر فائز ہو کر یادگار اسلاف بن کر تعلیمات اسلاف سے طلباء کو بہرہ مند فرماتے رہے۔

سلحاء و صالحین کے احوال و سیر کو اسوہ حیات بنا کر فیضان اعلیٰ حضرت سے فیضیاب ہو کر اعجاز ولایت حاصل کرنے والے **شیخ الحدیث مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی علیہ الرحمۃ** قبلہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خانوادہ عظیمہ میں سے تھے۔ بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم کے سامنے زانوئے ادب طے کیا

اپنے برادر اکبر مفتی تقدس علی خاں سے بھی درس نظامی پڑھا، منتہی کتب اور دورہ حدیث کی تکمیل حضرت صدر الشریعہ کے زیر تلمذ رہ کر فرمائی جامعہ نعیمیہ لاہور، جامعہ نعمانیہ لاہور میں مسند تدریس پر براجمان ہوئے شہر لاہور میں جامعہ گنج بخش اور جامعہ حامدیہ رضویہ جیسے دو مدارس قائم فرمائے۔ مرکزی جمعیت علماء پاکستان اور ہفت روزہ جمعیت لاہور کے نگران بھی رہے۔

مناظر اسلام شیر اہلسنت مولانا عنایت اللہ قادری رضوی قدس سرہ العزیز کی پیرانہ سالی میں بھی شیر دلی مذاہب باطلہ پر شمشیر براں کی طرح کوندتی اور برستی تھی بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم سے دورہ حدیث شریف پڑھا حضرت حجۃ الاسلام سے شرف بیعت حاصل تھا اور محدث اعظم سے شرف خلافت، آپ کی حیات مبارکہ کے ہر ہر لمحہ کو پاسبان مسلک رضا کی حیثیت حاصل تھی۔ عقائد، دلائل، مکالمہ اور مناظرہ کے میادین کے علاوہ آپ جان و مال کے بھی شہ زور تھے۔ مذاہب باطلہ کے بڑے بڑے نامور مناظرین کے برج گمنام لحد میں اتار دیئے۔ سانگلہ ہل میں جامعہ نقشبندیہ رضویہ کی تاسیس سے عصر اسلام کی یاد تازہ فرمائی آپ کی تعمیر کردہ فن تعمیر کی نادر الوجود مسجد کے بلند و بالا مینار پر شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضویہ کے مشائخ کے اسماء مبارکہ لکھے ہوئے ہیں۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں کے مرید وخلیفہ صادق **استاد العلماء مولانا محمد معین الدین شافعی رضوی علیہ الرحمۃ** ہندوستان کے شہر بمبئی کے رئیس زادے تھے۔ بریلی شریف میں قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے زیر نگرانی مراحل علم کی تکمیل فرما رہے تھے کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں آپ کے ساتھ ہی پاکستان آ گئے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی تعمیر وتشہیر میں آپ کی مساعی ناقابل فراموش ہیں۔ جامعہ کے ناظم اعلیٰ بھی رہے اور یادگار رضا جامعہ قادریہ رضویہ کے قیام میں بھی آپ کا مرکزی کردار رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے شجر شریعت وطریقت سے **علامہ حافظ ابراہیم خوشتر زید مجدہ** بھی منسلک ومتمسک ہیں۔ زندگی کی ابتدائی بہاروں میں ہی منظر اسلام بریلی شریف کے ساتھ سلسلہ علم وتعلم کے لیے وابستہ ہو گئے۔ تقسیم ہند کے بعد دورہ حدیث حضرت محدث اعظم سے کیا۔ راولپنڈی کے علاقہ گوجر خاں میں سلسلہ تدریس جاری فرمایا۔ بعد ازاں 1962 چک ساہیوال میں ذوق معطی پورا فرماتے رہے۔ پھر تعلیمات وپیغامات رضا کی تشہیر وتبلیغ کے لیے بیرون ملک سدھارے آپ کی کاوشوں سے ہی سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کا قیام عمل میں آیا۔ مفتی اعظم ہند نے آپ کو خرقہ خلافت سے بھی نوازا۔

دور حاضر میں یادگار اسلاف کی صورت میں **شیخ الحدیث حافظ عبدالرشید رضوی زید مجدہ** کا وجود مسعود بھی نعمت ہے۔ آپ جلیل القدر مدرس، محقق، بے مثل مناظر اور ماہر علم الکلام ہیں۔ درس دورہ حدیث شریف کے لیے دیوبند جانا چاہتے تھے کہ آپ کے والد علامہ محمد قطب الدین علیہ الرحمۃ نے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی وساطت آپ کو صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں بھیجا حضرت صدر الافاضل ان دنوں آل انڈیا سنی کانفرنس کے سلسلہ میں بہت مصروف تھے انہوں نے آپ کو بریلی شریف قبلہ محدث اعظم کے پاس پہنچا دیا سند فراغت کے حصول کے بعد جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں صدر مدرس مقرر ہوئے بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں ضلع جھنگ میں جامعہ قطبیہ رضویہ قائم کیا حضرت محدث اعظم کے آستانہ عالیہ سے ملحق مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کے خطیب رہے ہیں آپ چراغ رضویت کی چلتی پھرتی مثل ہیں۔

ان علماء وفضلاء مفسرین ومحدثین جن کا ہم نے مذکورہ سطور میں اجمالی سا خاکہ نقش کیا ہے کے علاوہ اور بھی سینکڑوں ایسے جواہر مکنون ہیں جنہوں نے فیضان رضا کے امین ہو کر اپنی زندگیوں کے شب وروز دین مصطفوی

کے لیے وقف کر دیے منظر اسلام کے مدرسین اور فارغ التحصیل علماء کی کسی بھی میدان میں انجام کردہ خدمات جلیلہ کو قلمبند کرنا انجم شماری کے مساوی ہے جو کہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے کیونکہ اس امر کے لیے لاتعداد صفحات پر مشتمل سینکڑوں دفتر درکار ہیں اور ان علماء کے عدم تذکرہ پر ہمارا موضوع شکوہ تشنگی میں لب کشاہی رہے گا لیکن طوالت مضمون کے پیش نظر بطور مشتے نمونہ از خروارے بقیہ علماء کے صرف اسما گرامی پر اکتفا کے سوا ہمیں کوئی اور سبیل بھائی نہیں دیتی آفتاب علم و حکمت کے ان تابندہ و درخشندہ ستاروں میں سے مولانا غلام یزدانی، مولانا غلام یٰسین ہزاروی، مولانا مختار الحق صدیقی ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا سید محمد یعقوب شاہ گجراتی، مفتی محمد نواب الدین فیصل آبادی، مولانا ولی النبی بیکی تورو شریف مردان، مولانا محمد الیاس سیالکوٹی، مولانا مطیع الرضا خاں راولپنڈی، مولانا سید حیدر علی علی پور سیداں، مفتی ظفر علی کراچی ، مولانا محمد نواز آف جگی، مولانا سید محمد منصور شاہ کشمیر اور مولانا سیف الدین کے اسماء گرامی قدر بھی راقم کے کہنہ حافظے کے قرطاس پر مرقوم ہیں چونکہ علماء کا یہ لاانتہائی سلسلہ ہے تو جن تک ناچیز کی نظر مطالعہ اور دید عاملہ کی رسائی نہ ہو سکی ان کی خدمت عالیہ اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کے سبب گلدستہ معذرت بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں لیکن اتنا کہنے میں تو میں حق بجانب ہوں کہ شہر بریلی کے منبع علم و حکمت سے فارغ التحصیل علماء و محققین علوم و فنون اور عشق مصطفوی کی ایسی شمعیں فروزاں کر گئے جو راہ علم کے سنگ میل ثابت ہوئیں اور سپیدہ صبح کی مثل ان کے اجالے راہ گذاروں کے لیے مینارہ نور کی حیثیت پا گئے یہ سب کیا ہے نظر و فکر رضا کے ابدی کرشمے ہیں جو مخالفین اسلام اور معاندین اہلسنت کو سیل آب کے خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جا رہے ہیں۔

درحقیقت منظر اسلام ضیغم اسلام تاجدار بریلی کی کچھار ہے جس تک مخالف و معاند بہائم کی جرأت رسائی بھی نہ ہو سکی اگرچہ وہ ظلمان نابلد کی طرح دور سے ہی بزدلانہ چنگھاڑی کو شیوہ حیات بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن آج تک ان کے تمام تیر نشانے خطا ہی گئے جبکہ بریلی کی اس کچھار سے شیر کی ایک ہی دھاڑ گستاخان رسول کے چہروں کو لقوہ کی زد میں لے آئی۔ کیونکہ

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

کتب لغت و ادب کی اوراق گردانی کے دوران یہ بات بھی زیر مطالعہ آتی ہے کہ "ہما" نامی پرندہ جس کے سر سے گزر جائے تو وہ شہنشاہ بن جاتا ہے تو منظر اسلام وہ حقیقی "ہما" ہے کہ جو طالب علم اس کے درس و تدریس کے ماحول سے گذر جاتا ہے وہ علوم و فنون کے میدان کا ہمالہ بن جاتا ہے۔

اس "خانقاہ معلّٰی" نے جس کو بھی اپنے عمل محمود کے لیے وہ رنگ و نور (صبغۃ اللہ) میں رنگا گیا کوئی مفتی اعظم ہند سے ملقب ہوا تو کسی کو مفسر اعظم ہند کا خطاب ملا کوئی محدث اعظم پاکستان کہلایا تو کوئی شیخ القرآن، کسی کو شیر بیشہ اہلسنت پکارا گیا تو کسی کو ملک العلماء کے نام سے یاد کیا گیا۔ اگر سیاست کے افق کے دریچوں سے جھانک کر دیکھا جائے تو بھی خانوادہ رضویت کے ستاروں کی پاک و ہند کی تمام تر تحاریک میں مساعی جلیلہ جلیل تر ہیں حتیٰ کہ ایام قیام پاکستان میں جب علمائے نجد و دیوبند اور ارباب حکومت ہند آپس کی گٹھ جوڑ میں " من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو " کا مصداق بنے ہوئے تھے۔ اس آڑے وقت تعلیمات مجدد الف ثانی کی روشنی میں دو قومی نظریہ کو حرز جاں بنا کر انگریز اور ہندو قوم اور ہر دو قوم نواز علماء کے نظریات کا ابطال و استیصال کرنے والے پروردہ ہائے نگاہ مجدد اعظم ہی تھے۔ جنہوں نے لیل و نہار کا امتیاز ختم کر کے مسلم قوم کی تاریک راتوں کو جلوؤں کا سویرا بنا دیا۔

یاد رہے اس مرکز علم و فن کی یہ طالع مندی اس کے بانی اوحد العلماء الربانیہ افرد الفضلاء الحقانیہ مجدد اعظم حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس العزیز کے علم و فضل اور نظر و لائیت پر منتج ہوتی ہے۔

یہ اس بوریا نشین عمل الغراء کے مکیں مرد قلندر کی نگاہ قلندرانہ اور انداز خسروانہ کا کمال ہی تھا کہ بام منظر اسلام پر نصب شدہ پرچم اعلیٰ حضرت نے جس انداز سے اپنی ہواؤں کے دامن کو لہرایا اس سے پاک و ہند تو کیا عالم ہست و بود کے قصر نجد و دیو بند اور کاخ شیعیت و قادیانیت لرزہ بہ اندام ہو گئے اور منظر اسلام کی ہیبت و جبروت کو حالات کے خطرناک ترین دھاروں نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔

پس صد سالہ جشن منظر اسلام پر لاتعد و لاتحصی بدیہ تبریک کے بار اس کے گوشہ ناز میں تا ابد آویزاں رہیں صد سالہ عرصہ حیات کے طے ہونے سے دعوی مجلہ حیات مکشوف نہیں ہو جایا کرتے بلکہ گذشتہ صدی سے تسلسل و تسلسل کے پیکر بنے اعمال کرجراتوں اور کامیابیوں کی سخت چٹانوں پر آئندہ صدی کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور پھر نئی صدی کے تازہ جھونکے نئی بہار اور تروتازگی کے پیامبر ہوتے ہیں افق کی وسعتیں بھی مزید وسیع ہوتی ہیں تو جامعہ رضویہ منظر اسلام کے شعبہ ہائے علوم و فنون کے اشتغال عملیہ کا دائرہ کار اور ان کے گرد تشنگان علم کا حلقہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔

بقول علامہ اقبال علیہ الرحمۃ

تو رہ نورد شوق ہے منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

حواشی

(1) "پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج نے پروفیسر خالد بزمی کو خط لکھا جس میں اعتراف کیا کہ کتاب "تقویۃ الایمان" انگریزوں نے مفت تقسیم کی" (مولانا اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان ، ص 1)

(2) اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے "تحذیر الناس ص 14"

(3) (مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلینڈ) کے قدیم ملازم اور حال پینشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک وشبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی "سوانح قاسمی جلد 2"

جیسا کہ آپ حضرات (مولوی قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی سرپرست مدرسہ دیوبند) اپنی مہربان سرکار (انگلینڈ) کے دلی خیر خواہ تھے تازیست دلی خیر خواہی ثابت ہوئے (تذکرۃ الرشید ص 79)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب انگریزوں سے چھ سو روپیہ ماہوار لیا کرتے تھے (مکالمۃ الصدرین مولانا شبیر احمد عثمانی)

تمت

صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ، مئی 2001ء

الناشر:- سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی فیصل آباد

دینی تعلیم کا معیاری ادارہ

جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام

حفظ و قرأت

کی کلاسیں ۱۰ شوال سے شروع ہونگی

خوشگوار، صاف ستھرا ماحول، مخلص اساتذہ کی زیرِ نگرانی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام ہے۔

داخلہ شروع ہے

اپنے بچوں کو
حفظ القرآن
کیلئے یہاں داخل کروائیں

منجانب: مہتمم جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام رجسٹرڈ

گلشن کالونی بالمقابل بڑا قبرستان نڑوالا روڈ فیصل آباد فون: ۶۲۸۳۱۹

برائے ایصالِ ثواب

دادا جان، دادی جان
امّی جان، بھائی جان
ہمشیرہ محترمہ

منجانب:

غلام یٰسین رضا

سراج لائٹ سروس

ٹاور روڈ۔ محلہ نگہبان پورہ۔ فیصل آباد فون ۴۴۷۸۸۹۰۵